نجیب بخاری
بحیثیت افسانہ نگار

تحریر: جمیل عثمان

نجیب بخاری کو ہم ایک شاعر کی حیثیت سے جانتے تھے - انہوں نے اپنے اندر کے افسانہ نگار کو چھپائے رکھا تھا - پھر ایک روز انہوں نے فون پر بتایا کہ ان کی کتاب چھپ گئی ہے - ہم سمجھے کہ ان کی شاعری کا مجموعہ ہوگا - مزے کی بات کہ انہوں نے اس وقت بھی نہیں بتایا اور نہ ہم نے پوچھا - جب کتاب ڈاک سے پہنچی ہے تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ تو افسانوں کا مجموعہ تھا -

افسانے پڑھے اور واقعی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا - نجیب بخاری اک تجربہ کار انسان ہیں اور اپنے تجربے کو انہوں نے اپنے افسانوں میں ڈھالا ہے - انہوں نے زندگی کے ان گوشوں کو اپنے افسانوں میں پیش کیا ہیں جن کی طرف عام آدمی کی نظر نہیں جاتی - مثلاً سب وے اسٹیشن پر زندگی گزارتی ہوئی ایک نحیف بڑھیا، ڈھاکہ کے جنیوا کیمپ میں محصور بہاری، پلیا پرے کے گاؤں کا رحیم الدین، اور بروکلین کا ارشاد بھٹی -

نجیب نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے - اپنے ایک افسانے "تنہا" میں لکھتے ہیں: ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ سخت بیمار ہو گیا - ہسپتال میں بستر پر پڑا اپنے گھر کے ایک ایک فرد کو یاد کرتا رہا، اپنی ماں کے بارے میں بارہا سوچتا، اسے اپنے باپ ، بھائی ، بہن کی بڑی یاد آ رہی تھی - اس کی دلی تمنا تھی کہ اس کی ماں ، اس کا بھائی، اس کی بہن، اس کا باپ کوئی دیکھنے آئے، کوئی ملنے آئے - پیار سے اس کے رخسار کو چھوئے ، اس کے سر کو سہلائے ، لیکن یہ تمنائیں تو اس کے دکھ درد اور تنہائی میں اضافہ کرتی تھیں - ایک کسک دل میں اٹھتی تھی ، پھر تاسف اسے اوڑھ لیتی تھی جس کی آغوش میں وہ سو جاتا تھا -

غریب آدمی کے مصائب پر ان کا دل کڑھتا ہے - غربت کی کیسی تصویر کشی کی ہے ذرا دیکھئے: عزیز الباری کا مستطیل نما مٹی کا گھر تھا، جس کی لمبائی بیس فٹ اور چوڑائی پندرہ فٹ ہو گی - اس علاقے کے گھر کی چھت عموماً بانس کی ہوتی تھی لیکن عزیز الباری کے گھر کی چھت کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی - غریبوں کے گھروں میں سونے کے لئے چٹائی ہوتی تھی لیکن اس کے یہاں یہ بھی نہ تھا - اس کے گھر میں ایک طرف پوال رکھا ہوتا تھا - سب لوگ اسی پر سوتے تھے -

آج کل کی دنیا میں طبقاتی اور مذہبی نفرتیں جس قدر بڑھ گئی ہیں اس کی عکاسی نجیب بخاری نے افسانہ "نجس" میں کی ہے جس میں وہ لوگ جو سور، کتے اور گدھے کا گوشت کھاتے ہیں، یعنی خود نجس ہیں، وہ ایک صاف ستھرے اور پاکباز احمد علی کو نجس کہہ کر قتل کر دیتے ہیں - افسانہ "ہندو" میں انہوں نے ہندو انتہا پسندوں کی جو تصویر کھینچی ہے، سے وہ مسلمان شدت پسندوں آتی ہے -

انہوں نے اپنی کتاب میں دو غیر ملکی افسانوں کے ترجمے بھی کیے ہیں - چیخوف کا "بھکاری" اور ایچ ایچ منرو کا "قصہ گو-" اس طرح نجیب بخاری نے ثابت کیا ہے کہ وہ ایک اچھے مترجم بھی ہیں - بو

نیو یارک میں ویسے شاعر تو بہت ملتے ہیں لیکن نثر نگاروں کی کمی ہے - گنے چنے چند لوگ ہیں جو نثر لکھ رہے ہیں - یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ نجیب بخاری نے افسانے کو ذریعۂ اظہار بنایا ہے - ہمیں امید ہے کہ مستقبل میں ہمیں ان کی مزید تخلیقات پڑھنے کو ملیں گی -